فتاویٰ امن پوری (قسط۹۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: بخار کی مدہوشی میں طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر حواس قائم ہیں، تو طلاق ہو جائے گی۔

سوال: حالت حیض میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: ایامِ مخصوصہ میں طلاق مکروہ ہے، لیکن واقع ہو جاتی ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مُرْهُ، فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا، أَوْ حَامِلًا.

''انہوں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: انہیں رجوع کا حکم دیجیے، پھر طہر یا حمل میں طلاق دیں۔''

(صحيح البخاري: 5252، صحيح مسلم: 1471، واللفظ لهٗ)

«فَلْيُرَاجِعْهَا» کے الفاظ واضح طور پر وقوعِ طلاق کا پتا دے رہے ہیں، اگر طلاق واقع نہیں ہوئی تھی، تو رجوع کیسا؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان الفاظ پر یوں تبویب فرمائی ہے:

بَابٌ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ تَعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ.

''حائضہ کو دی گئی طلاق شمار ہو گی۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''میں نے حیض میں طلاق دی۔ (میرے والد گرامی) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا، تو فرمایا: انہیں رجوع کا حکم دیں، پھر طلاق دینا چاہیں، تو طہر میں دیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اس طلاق کو شمار کیا جائے گا۔ فرمایا: جی ہاں۔''

(سنن الدارقطني : 5/4، السنن الکبرٰی للبیهقي : 326/7، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''میں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک طلاق شمار کیا۔''

(مسند الطیالسي : 68، مسند عمر بن الخطّاب لابن النجّاد :1، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں؛

حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ .

''یہ ایک طلاق شمار ہوئی۔'' (صحیح البخاري : 5253)

❁ نیز فرماتے ہیں:

فَرَاجَعْتُهَا، وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا .

''میں نے رجوع کر لیا اور اسے طلاق شمار کیا۔''

(صحیح مسلم :1471)

❁ انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ : طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ،

فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : «لِيُرَاجِعْهَا»، قُلْتُ : تُحْتَسَبُ؟ قَالَ : «فَمَهْ؟» .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا: میں نے حیض میں طلاق دی۔ (میرے والد گرامی) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رجوع کریں۔ میں (انس بن سیرین) نے عرض کیا: کیا یہ طلاق شمار ہوگی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو اور کیا؟''

(صحيح البخاري : 5252، صحيح مسلم : 1471)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''«فَمَهْ» اصل میں فَمَا تھا۔ یہ استفہام ہے، جس میں اکتفا ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر طلاق کو شمار نہیں کیا جائے گا، تو اور کیا ہوگا؟ یہ بھی ممکن ہے کہ ہا اصلی ہو اور یہ کلمہ ڈانٹ کے لیے بولا جاتا ہو، یعنی یہ بات نہ کرو، کیونکہ اس صورت میں طلاق کا واقع ہونا لازمی امر ہے۔ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابن عمر کے اس فرمان کا مطلب یہ تھا کہ حیض میں دی گئی طلاق شمار نہیں کی جائے گی، تو اور کیا ہوگا؟ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ کیا یہ طلاق شمار ہوگی؟ گویا انہوں نے فرمایا کہ اس طلاق کے وقوع میں کوئی شبہ نہیں۔''

(فتح الباري : 352/9)

❀ یونس بن جبیر رحمہ اللہ کا بیان ہے:

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: کوئی حیض میں طلاق دے تو؟ کہا: کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جانتے ہیں؟ انہوں نے حیض میں طلاق دی تھی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ دوبارہ طلاق کا ارادہ ہو، تو طہر میں دیں، میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کی طلاق شمار کی تھی؟ کہا: ان کی عاجزی اور ناسمجھی نے طلاق ساقط کر دی ہے؟

(صحيح البخاري : 5258، صحيح مسلم : 1431)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَأَيْتَ لَوْ عَجَزَ بِمَعْنٰى تَعَاجَزَ عَنْ فَرْضٍ آخَرَ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ، فَلَمْ يُقِمْهُ، أَوِ اسْتَحْمَقَ فَلَمْ يَأْتِ بِهٖ، أَكَانَ يُعْذَرُ فِيهِ؟

''اگر وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی اور فرض میں سستی کرے، اسے درست طریقے سے ادا نہ کرے یا حماقت کرے اور اسے ادا ہی نہ کرے، تو کیا اس بارے میں اس کا عذر قبول ہوگا؟'' (التمهيد : 66/5)

❁ شارحِ صحیح مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں:

''ان الفاظ کا معنی یہ ہے کہ کیا ان کی سستی اور نافہمی کی بنا پر طلاق کا حکم ختم کر دیا جائے گا؟ یہ استفہام انکاری ہے۔ اصل میں یوں ہے: ہاں، طلاق شمار کی جائے گی، ان کی سستی اور ناسمجھی کی بنا پر طلاق کا نفاذ روکا نہیں جا سکتا۔''

(شرح صحيح مسلم : 66/10)

❁ یونس بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا: میں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ رجوع

کریں، اگر دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ ہو، تو طہر میں دے، میں نے عرض کیا: یہ طلاق شمار ہوگی؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اس میں مانع کیا ہے؟ جی ہاں، شمار ہوگی۔ اگر وہ سستی اور حماقت کرتا ہے، تو کیا اس کا عذر قبول ہوگا؟''

(مسند الإمام أحمد : 79/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی بیوی کے بارے میں پوچھا، جسے انہوں نے حیض میں طلاق دی تھی۔ کہا: میں نے حیض میں طلاق دی۔ یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کی گئی، تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں رجوع کا حکم دیں، دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ ہو، تو طہر میں دیں، میں نے رجوع کیا اور طہر میں طلاق دی۔ عرض کیا: کیا آپ نے حیض میں دی گئی طلاق شمار کی تھی؟ کہا: اگرچہ میری عاجزی اور کم فہمی تھی، لیکن اسے شمار کیوں نہ کرتا؟''

(صحيح مسلم :11/1471)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ : طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَلَاثًا، وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ : عَصَيْتَ رَبَّكَ، وَفَارَقْتَ امْرَأَتَكَ .

''ایک شخص نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فتویٰ طلب کیا: میں نے اپنی بیوی کو حیض میں تین طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا: آپ نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی ہے

اور اپنی بیوی کو فارغ کر دیا ہے۔''

(السنن الکبریٰ للبیهقي : 336/7، وسندهٗ حسنٌ)

❀ راویٔ حدیث، عبیداللہ بن عمر، عمری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ تَطْلِيقُهٗ إِيَّاهَا فِي الْحَيْضِ وَاحِدَةً، غَيْرَ أَنَّهٗ خَالَفَ السُّنَّةَ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حیض میں دی گئی طلاق ایک شمار ہوئی تھی، اگرچہ طلاق سنت کے مطابق نہ تھی۔''

(سنن الدارقطني : 6/4، مسند عمر، تحت الحديث : 3، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام عطا بن ابی رباح، امام زہری، امام ابنِ سیرین، امام جابر بن زید رحمہم اللہ (مصنّف ابن أبي شيبة : 5/5، وسندهٗ صحيحٌ) اور دیگر محدثین وائمہ دین حیض میں طلاق کو مؤثر سمجھتے تھے۔

اگرچہ حیض میں طلاق مسنون نہیں، لیکن خود رسول اللہ ﷺ نے اسے نافذ بھی کیا ہے، صاحب واقعہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اسے شمار کیا اور راویٔ حدیث عبیداللہ بن عمر عمری رحمہ اللہ بھی اسے ایک طلاق قرار دیتے ہیں، لہٰذا اس کے وقوع میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

تنبیہ:

سنن ابوداود (2185) میں یہ الفاظ ہیں:

فَرَدَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا .

''آپ ﷺ نے اس کو لوٹا دیا اور اسے کچھ نہیں سمجھا۔''

اس سے بعض اہل علم کو شبہ ہوا کہ شاید آپ ﷺ نے اسے طلاق شمار نہیں کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کے درجِ بالا فرمانِ گرامی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فہم اور راویٔ حدیث عبیداللہ

بن عمر عمری رحمہ اللہ کی فقہ کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض میں طلاق شمار تو کی، لیکن مستحسن نہیں سمجھی۔ اصل عبارت یوں ہے:

لَمْ يَرَهَا شَيْئًا مُّسْتَقِيمًا .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اچھا کام نہیں سمجھا۔''

❀ سنن نسائی (3427) میں صحیح سند کے ساتھ یہ الفاظ ہیں:

طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى طَلَّقَهَا وَهِيَ طَاهِرٌ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حیض میں طلاق دی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کا حکم دیا، انہوں نے حالت طہر میں پھر طلاق دے دی۔''

مطلب یہ کہ پہلی طلاق واقع ہو جانے کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمانِ نبوی کے مطابق رجوع کیا، اس کے بعد حالت طہر میں دوسری طلاق دی۔ اس طرح تمام روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ نَّحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَّا نَاسًا مِّنْ أَهْلِ الْبِدَعِ لَا يُقْتَدٰى بِهِمْ .

''جن اہل علم کو ہم جانتے ہیں سبھی نے یہ کہا کہ حیض میں طلاق واقع ہوگی، البتہ بعض اہل بدعت نے اس کے خلاف کہا ہے، ان کی بات نا قابل التفات ہے۔''

(الإشراف: 5/187)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ الطَّلَاقُ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ فِي الْحَيْضِ بِدْعَةٌ غَيْرُ سُنَّةٍ، فَهُوَ لَازِمٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ، وَمُخَالِفٌ فِي ذٰلِكَ إِلَّا أَهْلُ الْبِدَعِ.

''اگرچہ سب اہل علم کے ہاں حیض میں دی گئی طلاق بدعت اور غیر مسنون ہے، لیکن سب کے نزدیک واقع ہو جائے گی۔ صرف اہل بدعت نے اس کی مخالفت کی ہے۔''

(التمهيد لما في الموطّأ من المعاني والأسانيد : 58/15)

۞ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فِي حَالَةِ الْحَيْضِ لَمْ تَعْتَدَّ بِالْحَيْضَةِ الَّتِي وَقَعَ فِيهَا الطَّلَاقُ ...... وَهٰذَا بِالْإِجْمَاعِ.

''جب خاوند بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دے، تو وہ اس حیض کو عدت میں شمار نہیں کرے گی، جس میں طلاق واقع ہوئی ہے۔......اس پر اجماع ہے۔''

(البِناية شرح الهداية : 607/5)

خلاصۃ التحقیق:

صحیح حدیث، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیان، راویٔ حدیث عبید اللہ عمری رحمہ اللہ کے فہم اور ائمہ دین کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: باپ نے طلاق نامہ لکھا، بیٹے نے دستخط کیے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: بیوی بلا اجازت کہیں چلی جائے، تو اسے طلاق دینا کیسا ہے؟

جواب: طلاق دینا شوہر پر ضروری نہیں، البتہ اسے طلاق دینے کا اختیار ہے۔

(سوال): عورت نے کہا میں نے اپنے شوہر سے تعلق ختم کر دیے، اب میں اس کی بہن اور وہ میرا بھائی۔تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ لغوکلمہ ہے، اس سے نکاح میں کچھ خلل واقع نہیں ہوتا۔

(سوال): اگر کوئی شوہر کہے کہ ''خدا کی قسم میں اسے کبھی نہیں رکھوں گا۔'' کیا اس کی بیوی کو طلاق واقع ہوئی ؟

(جواب): اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی، اس سے نیت کے متعلق بھی نہیں پوچھا جائے گا، کیونکہ مستقبل کے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(سوال): بیٹے نے والدین کے کہنے سے نکاح کرلیا، خود راضی نہ تھا، تو کیا اب طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب): بالغ مرد خود مختار ہوتا ہے، وہ اپنی رضامندی کے بغیر شادی نہ کرے، البتہ اگر اس نے کر لی ہے، تو یہ نکاح صحیح ہے۔ چونکہ طلاق کا اختیار شوہر کو حاصل ہے، تو اگر دونوں کے درمیان نہیں بنتی، تو شوہر طلاق دے سکتا ہے۔

(سوال): شوہر کے والد نے بہو کو مار کر زبردستی گھر سے نکال دیا، لڑکی اپنے والد کے گھر چلی گئی، کیا یہ طلاق شمار ہوگی؟

(جواب): یہ ہرگز طلاق شمار نہ ہوگی، اگر سسر کی جگہ شوہر بھی گھر سے نکال دے، تب بھی طلاق شمار نہ ہوگی، جب تک کہ وہ خود طلاق نہ دے۔

(سوال): غیر مدخولہ کی کتنی طلاقیں ہیں؟

(جواب): غیر مدخولہ کو ایک ہی طلاق دی جائے، تو وہ نکاح سے نکل جاتی ہے، اس پر عدت نہیں، وہ اگلے ہی لمحے نکاح کر سکتی ہے۔

سوال: کیا مریض کی طلاق واقع ہوتی ہے؟

جواب: مریض کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: غصہ میں بغیر نیت کے بیوی کو طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب بیوی کو طلاق دے دی، تو وہ واقع ہو گئی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ؛ النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ .

''تین چیزوں کی حقیقت تو حقیقت ہے ہی، ان کا مذاق بھی حقیقت ہے۔

۱۔نکاح ۲۔طلاق ۳۔رجوع۔''

(سنن أبي داود : ٢١٩٤، سنن التّرمذي : ١٢٢٥، سنن ابن ماجه : ٢٠٣٩، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : ٥٨/٢، سنن الدّارقطني : ٢٥٦/٣_٢٥٧، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابن جارود رحمہ اللہ (۷۱۲) نے ''صحیح''، اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۹۲/۲) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔(التّلخيص الحبير : ٢١٠/٣)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ .

''اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر علما کا اسی پر عمل ہے۔''

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ عَامَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ صَرِيحَ لَفْظِ الطَّلَاقِ إِذَا جَرٰى

عَلٰى لِسَانِ الْبَالِغِ الْعَاقِلِ فَإِنَّهُ مُؤَاخَذٌ بِهٖ وَلَا يَنْفَعُهُ أَنْ يَّقُولَ : كُنْتُ لَاعِبًا أَوْ هَازِلًا أَوْ لَمْ أَنْوِ بِهٖ طَلَاقًا أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُمُورِ .

''تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ طلاق کا صریح لفظ جب کسی بالغ عاقل کی زبان پر جاری ہو جائے، تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ گو وہ کہتا پھرے کہ میں نے مذاق کیا تھا یا طلاق کی نیت ہی نہیں کی تھی، یا اس طرح کی کوئی اور بات کرے۔''

(مَعالِم السّنن : ۲۴۳/۳، شرح السّنة للبَغَوي : ۲۲۰/۹)

سوال: اگر کسی سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے اپنی بیوی کو طلاق دی؟، تو وہ جھوٹ کہہ دے کہ ہاں میں نے طلاق دی ہے، کیا اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

جواب: جھوٹی ہاں کرنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: اگر دو ثقہ آدمی گواہی دیں کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، مگر وہ شخص انکار کرے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر دو ثقہ آدمی گواہی دیں کہ اس شخص نے طلاق کے صریح الفاظ کے ساتھ طلاق دی ہے، تو ان کی گواہی معتبر ہوگی اور بیوی کو طلاق ہو جائے گی، خواہ شوہر انکار کرتا رہے، البتہ اگر غیر صریح الفاظ کہنے کی گواہی دیں، تو پھر شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

سوال: اگر مرد کو بیوی بالکل پسند نہ ہو اور سمجھانے کے باوجود اسے تنگ کرتی ہو، تو کیا وہ اسے طلاق دے سکتا ہے؟

جواب: طلاق دے سکتا ہے۔

سوال: نفاس کی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: حیض و نفاس میں طلاق دینا مکروہ ہے، مگر واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: طلاق میں ''ط'' کے بجائے ''تا'' اور ''ق'' کے بجائے ''ک'' نکل جائے، تو کیا طلاق واقع ہوتی ہے؟

جواب: طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: طلاق کے وقت دو گواہ ہونے ضروری ہیں یا تنہائی میں بھی طلاق ہو جاتی ہے؟

جواب: طلاق کے وقت دو گواہ ہونے ضروری نہیں، تنہائی میں بھی شوہر طلاق دے، تو واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: کیا اکھٹی تین طلاق دینا جائز ہے؟

جواب: یہ بدعی طلاق ہے۔

سوال: شوہر کہتا ہے کہ طلاق دیتے وقت میں مدہوش تھا، مگر ظاہری حالات سے ایسا کچھ معلوم نہیں ہوتا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شوہر کے جھوٹے ہونے کا کوئی واضح ثبوت نہیں، تو اس کی بات کا اعتبار ہوگا اور اسے مدہوش تصور کیا جائے گا، لہٰذا اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

سوال: غصے میں دی ہوئی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: حالت غصہ میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں، اس میں تفصیل ہے۔ جس میں غصے کی کیفیت اور آدمی کی راست گوئی کو مدنظر رکھا جائے گا۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْغَضَبُ عَلٰی ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ؛ أَحَدُهَا؛ مَا يُزِيلُ الْعَقْلَ، فَلَا يَشْعُرُ صَاحِبُهٗ بِمَا قَالَ، وَهٰذَا لَا يَقَعُ طَلَاقُهٗ بِلَا نِزَاعٍ، وَالثَّانِي؛ مَا يَكُونُ فِي مَبَادِيهِ بِحَيْثُ لَا يَمْنَعُ صَاحِبَهٗ مِنْ

تَصَوُّرِ مَا يَقُولُ وَقَصْدِهٖ، فَهٰذَا يَقَعُ طَلَاقُهٗ، وَالثَّالِث؛ أَنْ يَّسْتَحْكِمَ وَيَشْتَدَّ بِهٖ، فَلَا يُزِيلُ عَقْلَهٗ بِالْكُلِّيَّةِ، وَلٰكِنْ يَحُولُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ نِيَّتِهٖ بِحَيْثُ يَنْدَمُ عَلٰى مَا فَرَطَ مِنْهُ إِذَا زَالَ، فَهٰذَا مَحَلُّ نَظَرٍ، وَعَدَمُ الْوُقُوعِ فِي هٰذِهِ الْحَالَةِ قَوِيٌّ مُتَّجِهٌ.

''غصہ تین طرح کا ہے: ① جو عقل کو زائل کر دے کہ آدمی کو شعور ہی نہ رہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، ایسے غصے میں دی ہوئی طلاق بلا اختلاف واقع نہیں ہوتی۔ ② جو غصہ ابتدائی مراحل میں ہو کہ جو آدمی کو سوچ بچار اور ارادہ ونیت سے مانع نہ ہو، اس غصہ میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ③ غصہ سخت ہو، کلی طور پر عقل کو زائل نہ کرے، مگر نیت وارادے پر اس قدر اثر انداز ہو کہ بعد وہ آدمی کو اپنے کیے پر ندامت ہو، اس غصہ میں دی گئی طلاق کے متعلق اختلاف ہے، البتہ قوی اور درست بات یہی ہے کہ اس غصہ میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔''

(زاد المَعاد : 5/195-196)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ﴾ (البقرة : ٢٢٧)

''اگر وہ طلاق کا پختہ ارادہ کر لیں۔''

❁ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

''کوئی قاضی غصہ کی حالت میں فریقین کے مابین فیصلہ نہ کرے۔''

(صحيح البخاري : 7158، صحيح مسلم : 1717)

آیت مبارکہ میں طلاق کے لیے عزم کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس میں نیت اور پختہ ارادہ شامل ہے۔ اسی طرح حدیث میں نبی کریم ﷺ نے قاضی کو غصہ میں فیصلہ سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ غصہ میں وہ اپنے ہوش کھو بیٹھے گا اور غلط فیصلہ کر دے گا اور اس فیصلہ میں اس کی نیت اور ارادہ بھی شامل نہ ہوگا، غصے زائل ہونے پر اسے فیصلے پر ندامت ہوگی۔

اسی طرح ایسا غصہ جو آدمی کی عقل کو اس قدر متاثر کر دے کہ وہ اپنے ہوش کھو بیٹھے، اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں اس کی نیت شامل نہیں ہوتی۔ البتہ ایسا معمولی غصہ، جو عقل و شعور اور نیت پر اثر انداز نہ ہو، تو اس میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: ایک شخص بات چیت عقل مندوں جیسی کرتا ہے، کپڑے وغیرہ بھی اچھے پہنتا ہے، مگر معاملات میں کم عقل اور کم فہم ہے، اگر وہ طلاق دے، تو واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: یہ شخص مجنون نہیں، بلکہ اسے زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ معاملہ شناس نہیں ہے، لہٰذا اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: چودہ سالہ لڑکے کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس میں بلوغت کی کوئی علامت (مثلاً احتلام ہونا یا زیر ناف بال وغیرہ کا اگنا) ظاہر ہو چکی ہے، تو وہ شرعاً بالغ تصور کیا جائے گا اور اس کا ہر فعل معتبر ہوگا، لہٰذا اس کی طلاق بھی واقع ہوگی، البتہ اگر اس میں بلوغت کی کوئی نشانی ظاہر نہیں ہوئی، تو اس کے لیے بلوغت کی عمر پندرہ سال ہے، یہ چودہ سالہ لڑکا نابالغ متصور ہوگا اور اس کی دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ نابالغ کے افعال شرعاً معتبر نہیں۔

سوال: طلاق کے لیے زبان سے کہنا ہی کافی ہے یا تحریر کرنا بھی ضروری ہے؟

جواب: زبان سے طلاق دینا ہی کافی ہے، باقی لکھنا لکھانا قانونی ضرورت ہے۔

(سوال): مجھے کسی عالم نے بتایا کہ لکھنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لہٰذا میں نے طلاق نامہ لکھ دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ کہنا کہ لکھنے لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی محض غلط ہے، اب چونکہ طلاق لکھنے والے کو معلوم نہ تھا، تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوئی، البتہ جب علم ہو گیا، تو آئندہ اگر لکھے گا، تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

(سوال): بیوی نے شوہر سے کہا کہ تم میرے باپ ہو اور میں تمہاری بیٹی، کیا اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

(جواب): یہ لغو کلمہ ہے۔ طلاق شوہر کا وظیفہ ہے، لہٰذا نکاح میں حرج واقع نہیں ہوا۔

(سوال): ولی نے نابالغ بیٹے کا نکاح کر دیا، پھر بیٹے کے بالغ ہونے سے پہلے خود ہی طلاق دے دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): ولی نابالغ لڑکے کا نکاح کر سکتا ہے، طلاق نہیں دے سکتا۔ طلاق کا اختیار صرف شوہر کو حاصل ہے، وہ بھی بلوغت کے بعد۔

(سوال): بارہ سالہ لڑکے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب): اگر بارہ سالہ لڑکا نابالغ ہے، تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

”تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے؛ ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور

③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔''

(مسند علي بن الجعد :741، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: ایک شخص کی بیوی کو جذام کی بیماری ہے، محلّہ والوں کے دباؤ سے اس نے بیوی کو طلاق دے دی، کیا حکم ہے؟

جواب: یہ طلاق واقع ہوگئی۔

سوال: ایک شخص نے لفظ ''طلاق'' کے بجائے ''تلاخ'' کہا، کیا واقع ہوئی؟

جواب: طلاق ہوگئی۔

سوال: سترہ سالہ لڑکے کی طلاق کا کیا حکم ہے؟

جواب: سترہ سالہ لڑکا شرعاً بالغ ہے، اس کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

سوال: اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ''میں تجھے نہیں رکھوں گا۔'' کیا اس سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

جواب: اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ ''میرا اور میری بیوی کا نکاح سالم نہیں رہا۔'' کیا اس سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؟

جواب: یہ طلاق کا صریح لفظ نہیں ہے، لہٰذا اگر ان الفاظ سے شوہر نے طلاق مراد لی ہے، تو واقع ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔

سوال: بیوی کو بغیر طلاق دیے چھوڑ دینے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس طرح طلاق واقع نہیں ہوتی۔

سوال: پندرہ سالہ لڑکے کی طلاق کا کیا حکم ہے؟

(جواب): پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ متصور ہوتا ہے، اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

(سوال): اگر کوئی دل میں طلاق دے اور زبان پر نہ لائے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(سوال): ایک شخص نے حالت جنون میں اپنی بیوی کو تین طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): مجنون اور دیوانے کی کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، یہ شرعاً مکلّف نہیں رہا۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے؛ ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔''

(مسند علي بن الجعد :741، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): کیا شوہر کی نافرمان بیوی نکاح سے باہر ہو جاتی ہے؟

(جواب): نافرمانی سے نکاح میں کچھ حرج واقع نہیں ہوتی، نافرمان عورت کو جب تک شوہر طلاق نہیں دیتا، اس کا نکاح ختم نہیں ہوتا۔

(سوال): بیوی سے کہا کہ طلاق دیتا ہوں، تو کیا اس سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

(جواب): اس طرح کہنے سے طلاق ہو گئی۔

(سوال): کسی مالی لالچ میں طلاق دی، تو واقع ہوئی یا نہیں؟

(جواب): ضرور واقع ہوئی۔

(سوال): بیوی کا نام بدل کر طلاق دی، طلاق کی نیت بھی نہیں تھی، صرف دوسرے کو دھوکہ دینا تھا، کیا اس سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

(جواب): اس کی بیوی کو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ یہ طلاق لغو ہے۔

(سوال): کیا بیوی کا نام لیے بغیر طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): کیا شوہر کو گالیاں دینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

(جواب): گالیاں دینا کبیرہ گناہ ہے اور شوہر کو دینا اس کی سنگینی کو مزید بڑھا دیتا ہے، مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

(سوال): طلاق دینے کی نیت سے کاغذ خریدا، مگر نہ زبان سے طلاق دی اور نہ تحریر کی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جب تک زبان یا تحریر سے طلاق نہ دے گا، واقع نہ ہوگی۔

(سوال): ایک شوہر بیوی کو بہت ستاتا اور مارتا ہے، اگر کوئی اسے مجبور کر کے طلاق دلوائے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): شوہر کا بیوی کو مارنا اور تنگ کرنا گناہ ہے، مگر اسے طلاق پر مجبور کرنا بھی جائز نہیں، جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اگر بیوی شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو وہ خلع کے ذریعہ نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔

(سوال): کیا مستقبل کے صیغہ سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب): مستقبل کے صیغہ مثلاً میں تمہیں طلاق دے دوں گا، وغیرہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، یہ لغو کلمہ ہے۔

سوال: طلاق دی، مگر نیت کچھ نہیں تھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر طلاق کا صریح لفظ بولا، تو طلاق واقع ہو جائے گی، خواہ نیت ہو یا نہ ہو۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ؛ النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ .

''تین چیزوں کی حقیقت تو حقیقت ہے ہی، ان کا مذاق بھی حقیقت ہے۔

۱۔نکاح ۲۔طلاق ۳۔رجوع۔''

(سنن أبي داود : ٢١٩٤، سنن الترمذي : ١٢٢٥، سنن ابن ماجه : ٢٠٣٩، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : ٥٨/٢، سنن الدّارقطني : ٢٥٦/٣۔٢٥٧، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابن جارود رحمہ اللہ (۷۱۲) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۹۲/۲) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔(التّلخيص الحبير : ٢١٠/٣)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ .

''اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر علما کا اسی پر عمل ہے۔''

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ عَامَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ صَرِيحَ لَفْظِ الطَّلَاقِ إِذَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِ الْبَالِغِ الْعَاقِلِ فَإِنَّهٗ مُؤَاخَذٌ بِهٖ وَلَا يَنْفَعُهٗ أَنْ يَّقُولَ : كُنْتُ لَاعِبًا أَوْ هَازِلًا أَوْ لَمْ أَنْوِ بِهٖ طَلَاقًا أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُمُورِ .

”تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ طلاق کا صریح لفظ جب کسی بالغ عاقل کی زبان پر جاری ہو جائے، تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ گو وہ کہتا پھرے کہ میں نے مذاق کیا تھا یا طلاق کی نیت ہی نہیں کی تھی، یا اس طرح کی کوئی اور بات کرے۔“

(مَعالِم السّنن : ٢٤٣/٣، شرح السّنة للبَغَوي : ٢٢٠/٩)

سوال: اگر کسی شخص نے مصلحت کے تحت کسی کے سامنے اپنی منکوحہ کے بارے میں کہا کہ ہمارا نکاح نہیں ہوا، تو کیا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: اس سے نکاح نہیں ٹوٹے گا۔

سوال: اگر غصہ میں ہوش وحواس قائم تھے، تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب: طلاق واقع ہو جائے گی۔

سوال: طلاق میں بیوی کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: ضروری نہیں۔

سوال: جو عورت فسق وفجور میں مبتلا ہو، اسے طلاق دینا کیسا ہے؟

جواب: اگر شوہر صالح اور پابند شرع ہے، تو اسے چاہیے کہ بیوی کو سمجھائے، ورنہ طلاق دے دے، یہی اس کے لیے بہتر ہے۔

سوال: کیا عورت کے گھر سے بھاگ جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

جواب: طلاق مرد کا وظیفہ ہے، عورت کی کسی حرکت سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اگر عورت گھر سے بھاگ جائے، تو اس سے نکاح بھی نہیں ٹوٹتا۔